قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

حسين مني وأنا من حسين

أحب الله من أحب حسينا

ماہنامہ
امین الاسلام
فیصل آباد
اکتوبر 2016

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وسلم

ماہنامہ امین الاسلام فیصل آباد

OCTOBER 2016

دفتر ماہنامہ امین الاسلام

صبح نور فاؤنڈیشن

204 ڈی پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد پاکستان

PHONE: 041-8730834

قیمت فی شمارہ: 35

محمد کریم سلطانی پبلشر نے عابد میر پرنٹرز فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ امین الاسلام صبح نور فاؤنڈیشن پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد سے شائع کیا

فہرست

نوٹ: تمام مقالہ نگاران نہایت فاضل، واجب الاحترام اور ادارہ کے محسن ہیں، مگر مضامین انکی ذاتی نگارشات ہیں۔

نعت سرکار دوعالم ﷺ

مفکر اسلام حضرت علامہ محمد کریم سلطانی دامت برکاتہم العالیہ

کرم مل جائے ہم سب کو تمہارا یا رسول اللہ ﷺ
یہی دونوں جہاں کا ہے سہارا یا رسول اللہ ﷺ

مدینے کی فضاؤں میں یہ خادم شاد ہو جائیں
مقدر میں یہ ہو جائے نظارہ یا رسول اللہ ﷺ

تیرے روضے کی جالی اور خادم دست بستہ ہو
یہی روح الامیں کی ہے تمنا یا رسول اللہ ﷺ

تیری جنت کا باغیچہ تیرے خدام پہنچے ہیں
میری قسمت کا چمکایا ستارہ یا رسول اللہ ﷺ

ادب سے سر جھکاتے ہیں یہاں پہ میر و ذیشاں بھی
یہ کیسا بول بالا ہے تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

مدینہ راحت جاں ہے مدینہ دل کا ارماں ہے
یہاں ہے فیض پہ چشمہ تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

یہ صدیوں سے مدینے کی ہواؤں میں طراوت ہے
کہ ایک دن آپ کا مہکا پسینہ یا رسول اللہ ﷺ

مدینہ میرا مدفن ہو مدینہ میرا محشر ہو
کرے فریاد سلطانی تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

مشعل

اداریہ

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

اللہ کو وہ دو، جو وہ پسند کرتا ہے تو وہ تمھیں تمہاری پسند عطا کرے گا۔ جب وہ تمھیں بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ پھر جب تم اس کو پکارو گے تو تم اس کو اپنی مدد کے لئے پاؤ گے۔ یہ ایک ایسا زریں اصول ہے کہ اگر اس پر مکمل طور پر کاربند ہوا جائے تو دنیا و آخرت سنور جائے گی۔ صرف گم گشتگانِ دشت ہجر، نالہ فراق میں مخمور، درویشانہ صفات کے حاملین ہی نہیں بلکہ جو انسان بھی باقیوں کے ممتاز ہوا اس کی سوانح عمری کا عمیق جائزہ لیا جائے تو اکثر اوقات یہی اصول کارفرما ہوتا ہے۔

اللہ کو جو پسند ہے وہ کرنا ایسا ہی ہے کہ اس فعل کا مطلوب، مقصود صرف للّٰہیت ہے اور یہ بات آفتاب سحر کی طرح روشن ہے کہ جس عمل، فعل، قول کا مطلوب اللہ ہو اس کی بارگاہ پروردگار میں کیا اہمیت ہے۔ لہٰذا ہمیں ایسے افعال کی جانب توجہ کی ضرورت ہے جو اللہ کو پسند آتے ہیں۔ جن سے خوشنودی خداوندی کا مژدہ جانفزا آ لا پاتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے پرمسرت لمحات گزر گئے اور ہر ایک نے اپنی ممکن حد تک خلق خدا کی خدمت کی، ان کو اپنی خوشیوں میں شامل کیا، اب آئندہ بھی اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم ان سب کو یاد رکھیں، ان کو اسباب بہم پہنچائیں کیونکہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا بھی اللہ کی بارگاہ میں مقبول و پسندیدہ ہے۔ فرمان ہے:

الخلق عیال اللہ ۔یعنی اللہ کی مخلوق اللہ کے عیال ہیں۔ اللہ بندے کو بلاتا ہے اور اس بلانے کے اسرار میں بھی بندے کا ہی فائدہ پنہاں ہے کہ جب وہ بلائے تو ہم حاضر ہو جائیں اور جب ہم اس کو یاد کریں تو نیلے گنبد والا بھی ہم پر کرم فرماتا جائے۔ امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا عمل شاہد ہے کہ جب نصرت دین کے لئے بارگاہ باری تعالیٰ سے پیغام آیا تو فوراً اپنی کل کائنات کے ساتھ پیغام بجا لائے۔

امت کی والی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و رحمت سے ہم پر پچاس کی بجائے صرف پنج وقتہ نماز فرض کی گئی ہے۔ یہ وہ خاص لمحات ہیں جن میں بارگاہ رب العزت سے ہر بندے کو پیغام آتا ہے کہ اے میرے بندے آ جا اے میرے محبوب کے امتی آ جا میری حمد و ثناء کر اور سبحان ربی الاعلیٰ کا وظیفہ اپنی زبان پر جاری کر لے۔ لہٰذا یہاں بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنی نمازوں کی طرف غور کریں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پیغامات الٰہیہ میں بے احتیاطی برتی جا رہی ہے اور انہیں پس پشت ڈال کر کارواں رنگ و بو میں ہی گم ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

محمد حبیب احمد اویسی

شہادت حق

علامہ محمد حیات باروی

اسلام کی رو سے حکومت کا اولین مقصد معاشرہ میں ہر سطح پر عدل وانصاف برپا کرنا ہے بلکہ زیادہ واضح الفاظ میں حکومت نام ہی عدل وانصاف کو قائم کرنے والے ادارے، کانے ظلم وناانصافی کے بل بوتے پر قائم ہونے والی اور فتنہ و فساد کو جنم دینے والی حکومت اسلامی تو درکنار انسانی حکومت بھی کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی کیونکہ عدل وانصاف تو ابتدائے انسانیت سے لے کر آج تک ہر قوم ومذہب میں معاشرہ کا بنیادی اصول اور حکومت کا اولین مقصد رہا ہے۔

اسی لئے ارسطو نے کہا: العدل قوام الملك یعنی عدل، حکومت ومملکت کا ستون ہے۔

قرآن کریم کی رو سے عدل وانصاف نہ صرف انسانی زندگی اور نظام حکومت کا بنیادی اصول ہے بلکہ یہی وہ کائناتی حقیقت اور عالمگیر صداقت ہے۔ جس پر آسمان سے زمین تک پھیلا ہوا دنیا کا سارا کارخانہ قائم ہے، اگر یہ ختم ہو جائے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ عدل وانصاف کا قیام جملہ آسمانی شریعتوں کا نصب العین اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد رہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ بعثت ورسالت کا مقصود قیام، عدل وانصاف ہے اور یہی اسلامی شریعت کی غائت الغایات ہے۔

اب چونکہ اسلام میں حکومت وخلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وراثت وجانشینی کا نام ہے، لہٰذا اسلام کی رو سے جائز اور قابل قبول حکومت وہی ہے جو معاشرہ میں ہر اعتبار سے عدل وانصاف کو قائم کرے، فتنہ وفساد کو مٹائے اور ظلم وناانصافی کا خاتمہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکومت کے قائم ہونے، باقی رہنے اور ترقی کرنے کو اول یا آخر عدل وانصاف پر موقوف ٹھہراتے ہوئے یہ تاریخ ساز جملے فرمائے:

الملك يبقى مع الكفر ولا يبقى مع الظلم.

یعنی کفر پر مبنی حکومت تو قائم رہ سکتی ہے مگر ظلم وناانصافی کیساتھ حکومت ہرگز باقی نہیں رہ سکتی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی کی حقیقت واضح طور پر ظاہر ہوئی جب یزید نے ظالمانہ حکومت کا مظاہر کرتے ہوئے خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا اور اس بدبخت نے عدل وانصاف کو ظلم و جور میں بدل دیا۔ دل مردہ، ضمیر خفتہ، قوت ایمانی فنا اور غیرت دینی تباہ ہوگئی اور قتل و غارت شیوہ بن گیا، غرضیکہ زندگی تباہیوں کی راہ پر چل پڑی امت مسلمہ زوال وانحطاط کی تاریک وادیوں میں اترنے لگی اور یقین کی شمع بجھنے لگی۔

یہ صورت حال اہل حق کے لئے ناقابل برداشت تھی لیکن راہ دعوت وعزیمت پر جادہ پیائی کا آغاز اور دوسروں کے لئے نشان سفر بنانے کی سعادت جس عظیم ہستی کا مقصد تھی وہ ہیں سبط رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم دلبند علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرزند بتول رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ۔ آپ نے یزیدی طاغوت کے ہاتھوں عظمت اسلام کا قلعہ مسمار ہوتے دیکھا اور غیرت ایمانی کا سورج ڈوبتا پایا تو اپنی اور اپنی اولاد کی رگوں میں دوڑتا خون نبوت لے کر لپکے اور ریگزار کربلا میں بہت سروں کی فصل بو کر اسلام کی عظمت وحقانیت کا فلک رأس منار تعمیر کر دیا۔

نقش لا إلہ بر صحرا نوشت
سطر عنوان نجات ما نوشت
خون دل سے کر گئے ہیں آبیاری دین کی
یاد رکھے گا زمانہ اسوہ شبیر کو

میرا ایمان ہے کہ اگر امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں اپنی جان کی قربانی دے کر عظمت اسلام کا پرچم بلند نہ کرتے تو اس وقت پوری ملت اسلامیہ شہادت حق کے ملے فریضہ میں کوتاہی کی مرتکب ہو کر گنہگار ٹھہرتی۔

کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی پر سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد اقامت دین اور دعوت حق کا فریضہ اس امت کے سپرد کر دیا گیا اب دنیا کے اس آخری دین اسلام کو قیامت تک قائم و باقی رکھنے امت مسلمہ کو گمراہی سے بچانے اور راہ ہدایت پر جادہ پیار رکھنے کے لئے کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا بلکہ یہ کام اب اس امت کے اندر ہی انجام پائے گا۔

اب قیامت تک اسلام کی بقاء اور امت مسلمہ زندہ رہنے کی صرف یہی ایک صورت ہے جب بھی اسلام کے خلاف کوئی فتنہ ابھرے اس کا سدباب ملت کی ذمہ داری ہے جہاں بھی شر و فساد اور ظلم و جور کا عفریت نکلے اس کا قلع قمع کرنا

امت مسلمہ کا فرض اولین ہے اور اسی پر عظمت اسلام موقوف ہے۔

یزید بد بخت کا عہد استبداد تاریخ اسلام کے دور اول میں دین حق کے خلاف اپنی نوعیت کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا فتنہ تھا اس سے پہلے عہد صدیقی، عہد عثمانی اور عہد مرتضوی میں ہونے والے مختلف فتنے بھی بہت بڑے اور بھیانک تھے لیکن ان کی نوعیت مختلف تھی وہ کفر طرح اسلام کے خلاف سامنے آکر کھڑے ہو گئے تھے۔

ان کی ہولنا کی شدت اور تاثر واضح تھا ان کے مقابلے میں یزیدی عہد کا فتنہ نفاق کا آئینہ تھا اس کی ہولنا کی سطح ظاہر پر کم آشکار اور زیر زمین سرگرم عمل زیادہ تھی یہ اسلام کے سر پر وار کرنے کی بجائے اس کی جڑیں کاٹنا چاہتا تھا یہ امت کی شہ رگ پہ تلوار چلانے کی بجائے اس کی روح میں ناسور بن کر اترنا چاہتا تھا تو اس کی شدت کو محسوس کرنے کے لئے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کی ضرورت تھی۔

جن کی فراست فیضان نبوت، جن کی بصیرت پروردہ خلافت راشدہ اور جن کا وجدان موہبہ ربانی ہو جن کی فہم و دانش کی جزرسی دل وجود کو چیر سکے، جن کے جذبہ واحساس کی سرعت آفاق کی سرحدوں پر پھیل جائے اور جن کے ایمان و یقین کی روشنی اس عالم تاریک کو سحر آثار کر سکے۔

چنانچہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس یزیدی فتنہ کی ہولنا کی کو بروقت محسوس کیا اور تاریخ اسلام پر اس کے بھیانک اثرات کا قبل از وقت مشاہدہ کر لیا۔

جیسا کہ آپ کی تقریروں اور خطبات سے عیاں ہے ۸ محرم ۶۰ ھ کو مقام بیضا پر اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے جو خطبہ دیا اس میں یزیدی فتنے کے خلاف اپنی جدوجہد کی بنیاد یہ بیان فرمائی:

ایھا الناس! ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من رای سلطانا جائرا مستحلا لحرم اللہ ناکثا لعھد اللہ مخالفا لسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغید ماعلیہ بفعل ولا قول کان حقا علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ ولا وان ھولاء قد لزموا اطاعۃ الشیطان وترکوا اطاعۃ الرحمن واظھر والفساد وعطلوا الحدود واحلوا حرام اللہ وحرموا حلالہ وانا احق من غیر۔

یعنی اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

کہ جس شخص نے ظالم، محرمات الٰہی، حلال کرنے والے اور اللہ کے عہد کو توڑنے والے سنت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کی مخالفت کرنے والے اور اللہ کے بندوں پر گناہ اور ظلم وزیادتی سے حکومت والے بادشاہ کو دیکھا اور اس نے قول وفعل کے ذریعہ غیرت دینی کا اظہار نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اسے اس ظالم کے ساتھ دوزخ میں ڈالے۔

لوگو آگاہ رہو ان لوگوں نے شیطان کی راہ اختیار کرلی ہے اور رحمٰن کی اطاعت ترک کردی ہے انہوں نے ملک میں فتنہ وفساد پھیلا دیا ہے اور حدود الٰہی کو معطل کردیا ہے مال غنیمت کو اپنے لئے جائز کرلیا ہے یہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام، اس لئے مجھے دین کی حفاظت کے لئے غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے غور وفکر، فہم ودانش، بصیرت وفراست، تدبر واجتہاد کے تمام زاویوں سے اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ اب آپ کے لئے خاموش رہنا شرعاً ناروا اور میدان عمل میں نکلنا فرض عین ہو چکا ہے اس لئے آپ اٹھے اور بعض احباب کے منع کرنے کے باوجود سفر کوفہ سے ندر کے تا نکہ اس راہ میں ایثار وقربانی اور جاں نثاری کی وہ اعلیٰ مثال قائم فرمادی جس پر اسلام اور امت مسلمہ ہی نہیں پوری نوع انسانی تا قیامت اپنے فخر وناز کی ساری پونجی نثار کرتی رہے گی۔

تیرا پیام مشعل راہ حیات ہے
دنیائے آب وگل کی اسی میں نجات ہے

فضائل خلفائے راشدین

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

(ماخوذ از کتاب "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم" مؤلفہ مفکر اسلام علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ العالی)

انتخاب و ترتیب: محمد جنید سلطانی

☆ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سن لیجئے! میں ہر دوست کی دوستی سے براءت کا اعلان کرتا ہوں اگر میں کسی کو خلیل دوست بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا۔ بیشک تمہارے صاحب تو اللہ کے خلیل دوست ہیں۔ راوی حدیث جناب وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحبکم سے اپنی ذات مراد لی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ٦٨٥٥)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے کبھی کسی کے مال نے اتنا نفع وفائدہ نہیں دیا جتنا مجھے ابو بکر کے مال نے نفع وفائدہ دیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اتنا سن کر رو دیئے اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور میرا مال آپ ہی کیلئے تو ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ٩٤)

☆ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں بلند درجات والوں کو کم تر درجات والے یوں دیکھیں گے جیسے آسمان کے آفاق میں سے کسی افق پر طلوع ہونے والے تارے کو دیکھا جاتا ہے اور بے شک ابو بکر و عمر ان بلند درجات والوں میں سے ہیں بلکہ ان سے اچھے ہیں۔ (مسند الامام احمد: ١١٦٠٦)

☆ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرما رہے تھے: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے وصال کے بعد انکی جنازہ کی چارپائی پر رکھا گیا تو لوگ آپ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ ان کیلئے دعائیں کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے رحمت مانگنے لگے یا لوگ ان کی تعریفیں کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے رحمت کا سوال

کرنے لگے ان کا جنازہ اٹھائے جانے سے پہلے اور میں بھی ان میں موجود تھا۔ تو میں اپنے خیالات سے اس وقت چونکا جب مجھ سے ایک آدمی مزاحم ہوا اور اس نے میرے کندھے سے پکڑ لیا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی دعا مانگی پھر ارشاد فرمایا: اے امیر المؤمنین! اے عمر آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اللہ سے ملاقات کروں اس جیسے عملوں کے ساتھ۔ اللہ کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید ہے کہ اللہ عزوجل آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ میں اکثر حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتا تھا: میں، ابو بکر و عمر فلاں جگہ گئے میں، ابوبکر و عمر فلاں مکان میں داخل ہوئے۔ میں، ابو بکر و عمر فلاں جگہ سے باہر آئے۔ اس لئے میں شروع ہی سے یقین رکھا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اپنے دانوں صاحبوں حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا دے گا۔ (صحیح البخاری: ۳۶۸۵)

☆ سیدنا عون بن ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اولین و آخرین میں سے بڑی عمر والوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے۔ (مشکاۃ المصابیح: ۶۰۰۴)

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کی گئی: مردوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کا والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (الجامع الکبیر للترمذی: ۳۸۹۰)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ جہنم کی آگ سے عتیق اللہ اللہ

کے آزاد کردہ ہیں (المستدرک للحاکم: ۳۰۵۷)

☆ جناب ابوجحیفہ نے فرمایا کہ مجھ سے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوجحیفہ! کیا تمہیں خبر نہ دوں اس امت کے سب سے افضل آدمی کی اس امت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تو میں نے عرض کی: ضرور بتایئے آپ ابوجحیفہ نے فرمایا: میرے خیال میں آپ سیدنا علی رضی اللہ سے افضل کون ہوگا آپ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس امت میں سب سے افضل اس امت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک تیسرے ہیں لیکن آپ نے ان کا نام ذکر نہیں فرمایا۔ (مسند الامام احمد: ۸۳۵)

☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: جس نے کسی چیز کا جوڑا یعنی دو درہم، دو دینار اور گھوڑے وغیرہ اللہ کی راہ میں خرچ کیے قیامت کے دن اس کو جنت کے منتظم فرشتے بلائیں گے: اے فلاں! ادھر آ جاؤ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر ایسے آدمی کو ہلاکت کا کیا خطرہ ہے؟ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں یقین رکھتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔ (صحیح البخاری: ۳۲۱۶)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں کسی کا جوڑا خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے۔ پس جو اھل صلاۃ نماز والوں سے ہوگا اسے باب الصلوۃ۔ نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا۔ جو اھل جہاد مجاہدین سے ہوگا اسے باب الجہاد جہاد والے دروازے سے پکارا جائے گا اور جو اھل صیام روزہ والوں سے ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو اھل صدقہ سے ہوگا اسے باب الصدقہ صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول

اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ جس آدمی کو ان دروازوں میں سے کسی بھی دروازے سے بلایا جائے اسے کوئی ضرر ونقصان نہیں۔ کیا کوئی ایسا خوش قسمت ہے جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ حضور۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا: ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو گے۔ (صحیح البخاری:۳۶۶۶)

☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کون جنازہ میں شریک ہوا؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے جنازہ میں شرکت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے، تو حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بھی آدمی میں یہ خصائل جمع ہو جائیں وہ جنت داخل ہو گا۔ (صحیح مسلم:۸۷/۱۰۲۸)

☆ سیدنا علی المرتضی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تم میں ایک کے ساتھ سیدنا جبریل علیہ السلام تھے اور دوسرے کے ساتھ سیدنا میکائیل علیہ السلام تھے اور سیدنا اسرافیل علیہ السلام بہت بڑے فرشتے ہیں وہ جہاد میں شریک ہوتے ہیں اور صف میں موجود ہوتے ہیں۔ (المستدرک للحاکم:۴۶۵۳)

☆ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درد شدت اختیار کر گیا تو آپ سے نماز پڑھانے کے متعلق عرض کی گئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر کو میرا حکم پہنچا دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: حضرت ابوبکر رقیق القلب ہیں نرم دل آدمی ہیں۔ جب وہ قرآن کریم کی تلاوت

کریں گے تو ان پر گریہ رونا غالب آجائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہیں میرا حکم پہنچا دو کہ وہ نماز کی امامت کروائیں۔ (صحیح البخاری: ٦٦٤)

☆ سیدنا عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے صحابہ کرام میں سے کون زیادہ محبوب تھا تو انہوں نے فرمایا: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کی: پھر ان کے بعد کون زیادہ محبوب تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے عرض کی: پھر ان کے بعد کون زیادہ محبوب تھا تو آپ نے فرمایا: سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔ (مسند الامام احمد: ٢٥٨٢٩)

☆ جناب عبد خیر روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس امت میں حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل و برتر نہ بتاؤں؟ سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہما۔ (فضائل الصحابۃ: ٤٢١، ٤٢٠) (٣٧٨، ٣٧٩)

☆ جناب ھزیل بن شرحبیل نے روایت فرمایا کہ سیدنا عمر بن خطاب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا تمام روئے زمین میں بسنے والوں سے وزن کیا جائے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان بھاری ہوگا۔ (رواہ الخلال فی السنۃ ٢/٣٠، ١١٣٤)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خَاصَّۃً۔

اے اللہ! خاص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو عزت اور غلبہ عطا فرما۔ (المستدرک للحاکم: ٤٤٨٥)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا تو وہاں مجھے ایک عورت نظر آئی جو ایک محل کے پاس وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ تو اس نے کہا: یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے تو مجھے ان عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آ گئی تو میں محل

میں جانے کی بجائے واپس آ گیا۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رودیے تو عرض کی:یارسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کرسکتا ہوں؟(صحیح البخاری:۳۲۰۲)

☆ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:میں نے سنا حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:بے شک اللہ تعالیٰ نے حق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر رکھ دیا ہے وہ اسی حق کے مطابق بات کرتے ہیں۔(مسند الامام احمد:۵۱۴۵)

☆ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور آپ کے پاس قبیلہ قریش کی چند عورتیں تھیں جو آپ سے گفتگو کررہی تھیں۔آپ سے مال مانگ رہی تھیں اور کچھ زیادہ ہی مانگ رہی تھیں۔اس دوران ان کی آوازیں آپ کی آواز سے اونچی ہورہی تھیں پس جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھ کر پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت عطا فرمائی پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ داخل اور حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا رہے تھے ۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:یارسول اللہ!میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں،اللہ تعالیٰ آپ کو سدا مسکراتا رکھے آپ کو کس نے ہنسایا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:میں ان عورتوں پر حیران ہوں جو میرے پاس تھیں جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فورا پردے کے پیچھے چلی گئیں۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:یارسول اللہ!آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ وہ آپ سے ڈریں۔پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:اے اپنی جان کی دشمنو!کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ عورتوں نے کہا:جی ہاں۔حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بڑے خلیق ہیں لیکن تم بڑے ترش رو اور سخت گیر ہو۔تو حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اے

خطاب کے بیٹے! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی بھی راستہ میں چلتے ہوئے شیطان اگر تمہارے سامنے آئے تو وہ اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلنے لگتا ہے۔(صحیح البخاری: ۳۲۹۴)

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک آدمی نے حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو عرض کی: قیامت کب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کیلئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے عرض کی: کوئی چیز نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کسی چیز سے اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے ہم حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے خوش ہوئے کہ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بھی محبت کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ان سے اپنی محبت کے سبب ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں ان کے اعمال جیسے اعمال نہ کر سکا۔(مسند الامام احمد: ۱۲۷۰۰)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے، اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی اسی حال میں باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو ان کو بھی اجازت دے دی اور اسی حال میں گفتگو فرماتے رہے۔ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے برابر کیے۔ پھر وہ آئے اور باتیں کیں جب وہ چلے گئے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: سیدنا ابوبکر آئے آپ نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عمر آئے تو بھی آپ نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عثمان آئے تو آپ بیٹھ گئے اور آپ نے کپڑے

درست کیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں حیا نہ کروں اس آدمی سے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۶۲۰۹)

☆ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو رو دیتے حتی کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ سے عرض کی گئی: جنت اور جہنم کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ نہیں روتے اس قبر کے ذکر سے آپ رو دیتے ہیں، تو آپ نے فرمایا حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: بیشک قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے اگر انسان اس قبر سے نجات پا گیا تو اس قبر کے بعد اس سے بھی آسانی ہے اور اگر اس قبر کے عذاب سے نجات نہ پا سکا تو اس کے بعد قیامت کا معاملہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے جو بھی منظر دیکھا مگر قبر کا منظر اس سے زیادہ خوف ناک ہے۔ (مشکاۃ المصابیح: ۱۲۸)

☆ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا تو اس فتنہ کے قریب ہونے کا ذکر کیا۔ اسی دوران ایک آدمی گزرا جس نے اپنے سر کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آدمی اس فتنہ کے ایام میں ہدایت پر ہوگا تو میں جلدی سے اٹھا تو اس آدمی کو دیکھا تو وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے حضرت عثمان کے دونوں بازو پکڑے پھر انہیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر دیا تو میں نے عرض کی: یہ اس دن ہدایت پر ہوگا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس دن ہدایت پر ہوگا۔ (مسند الامام احمد: ۱۸۰۶۰)

☆ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک ہزار دینار لے آئے جب حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیش العسرہ کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا تھا تو سیدنا عثمان رضی

اللہ عنہ نے وہ ہزار دینار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھولی میں بکھیر دیے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے دیکھا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دیناروں کو اپنی جھولی میں اوپر نیچے کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اسے کوئی ضرر نہ ہوگی۔ ایسا آپ نے دو مرتبہ فرمایا۔ (مسند الامام احمد، ۲۰۰۵)

☆ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تاکیداً خبر دی کہ مجھ علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرے گا مگر مؤمن اور مجھ سے بغض وعداوت نہیں رکھے گا مگر منافق۔ (مسند الامام احمد: ۱۰۶۲)

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے فرمایا کہ: حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کی گفتگو میں شریک ہوا کرتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں پہنا کرتے تھے۔ ہم نے ان ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس سے متعلق پوچھ لیں تو ان کے پوچھنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خیبر کے دن بلا بھیجا جبکہ مجھے آشوب چشم تھی میری آنکھیں دکھ رہی تھیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آشوب چشم ہے میری آنکھیں دکھ رہی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے اللہ! علی سے گرمی سردی دور کر دے۔ پس میں نے اس دن کے بعد نہ گرمی پائی نہ سردی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس آدمی کو قائد لشکر بنا کر بھیجوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت فرماتے ہیں اور وہ میدان سے بھاگنے والا نہیں۔ پس لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا پھر آپ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۱۷)

☆ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کیا آپ اس بات سے راضی وخوش نہیں کہ آپ کی میرے ساتھ وہ نسبت ہو جو حضرت ھارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نسبت تھی۔(السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۰۸۶)

☆ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس حج میں جو آپ نے حج کیا واپس آرہے تھے تو آپ نے راستہ میں ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا اور حکم دیا نماز میں سب جمع ہو جائیں پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو ارشاد فرمایا: کیا مومنوں پر میرا خود انکی جانوں سے زیادہ حق نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یقیناً ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا ہر مومن پر میرا خود انکی ذات سے زیادہ حق نہیں؟ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی :یقیناً ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ علی دوست ہے جس کا میں دوست ہوں اے اللہ! جو اس علی سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی فرما اور جو اس علی سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی فرما۔(مسند الامام احمد: ۹۶۱)

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اھل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان دونوں سے بہتر ہیں۔(مجمع الزوائد: ۱۵۰۹۱)

☆ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جنت میں

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنت میں

سیدنا طلحہ۔رضی اللہ عنہ جنت میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت میں

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنت میں سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جنت میں۔(سنن ابن ماجہ: ۱۳۳)

اربعین نوویہ

حدیث:۳

ترجمہ و توضیح : حضور مفکر اسلام علامہ محمد کریم سلطانی دامت برکاتہم العالیہ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

۱- گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ -فداہ ابی وامی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں ۲-نماز قائم کرنا

۳-زکاۃ ادا کرنا ۴- بیت اللہ کا حج کرنا ۵- رمضان کے روزے رکھنا

عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ :

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ : شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَحَجِّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ .

صحیح البخاری رقم الحدیث(۸) جلد۱ صفحہ۱۱

ترجمۃ الحدیث:

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

میں نے سنا حضور سیدنا رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر بنائی گئی ہے۔

۱- اس حقیقت کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضور محمد مصطفیٰ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عبد اور اسکے رسول ہیں۔

۲- نماز کو حقوق سے ادا کرنا۔

۳- زکاۃ ادا کرنا۔

۴- بیت اللہ کا حج کرنا۔

۵- رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

اقرار الشہادتین :

کسی کے مسلم ہونے کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے اور حضور سید العالمین محمد رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی بھی گواہی دے۔ زبان سے اقرار کرے کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

یہ اقرار اسلام کا بنیادی رکن ہے جس نے اقرار کرلیا وہ مسلم کہلائے گا اور جو اقرار نہ کرے اسے ہرگز مسلم نہیں کہیں گے۔

امام مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۰۱۵) جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳

اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔ : اَلَا تَغْزُوْ ؟ فَقَالَ : اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔ یَقُوْلُ :

اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی خَمْسٍ : شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ ، وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ ، وَصِیَامِ رَمَضَانَ ، وَحَجِّ الْبَیْتِ ؎

ترجمۃ الحدیث:

ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی:

آپ جہاد نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا: میں نے سنا حضور سیدنا رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

بیشک اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں، صلاۃ قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا ؎

اس روایت میں صرف اللہ کی الوہیت کی گواہی دینا ہے۔ اللہ تعالی کی الوہیت کی گواہی کے ضمن میں حضور محمد

رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی بھی آجاتی ہے کیونکہ اللہ الواحد کی الوہیت کا کس ذات نے درس دیا؟ اور کس ذات نے انسان کو شرک کی دلدل سے نکالا؟ وہ حضور سید العالمین محمد رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اس لئے حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی اللہ کی الوہیت کی گواہی میں ہی آجاتی ہے۔

یہ الفاظ بھی مروی ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسَةٍ: عَلٰى اَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَالْحَجِّ، هٰكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۲/۱۶) جلد۱ صفحہ۴۵

ترجمۃ الحدیث:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ کو وحدہٗ لاشریک ماننا، صلاۃ قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ایسے ہی میں نے حضور سیدنا رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

☆

توحید و رسالت کا اقرار یہی وہ بنیاد ہے جس کی بنا پر کسی کے مسلم ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے اور جو شھادتین کا اقرار کرتا ہے وہ بلاشبہ مسلم ہے تاوقتیکہ وہ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کردے۔

عَنْ اَنَسٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اَنَّ النَّبِيَّ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ:

يَا مُعَاذُ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: يَا مُعَاذُ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُولَ

اللّٰهِ ! وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ : يَا مُعَاذُ ، قَالَ : لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَسَعْدَيْكَ ، ثَلَاثًا ، قَالَ : مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ ، اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ ، قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا ؟ قَالَ : اِذًا يَتَّكِلُوْا ، فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا.

ترجمة الحديث:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حضور سیدنا نبی کریم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجاوے پر تھے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے۔ حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے معاذ! تو انہوں نے عرض کی:

لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ میں حاضر ہوں یارسول اللہ! میں حاضر ہوں حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا معاذ! انہوں نے عرض کی:

لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ میں حاضر ہوں یارسول اللہ! میں حاضر ہوں حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا معاذ! انہوں نے عرض کی:

لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ میں حاضر ہوں یارسول اللہ! میں حاضر ہوں حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا تین مرتبہ فرمایا حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بھی صدق دل سے گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور بیشک حضرت محمد مصطفیٰ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے نار آگ پر حرام کردے گا۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دوں؟ حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رہنے دو کیونکہ لوگ پھر اسی پر بھروسہ کریں گے اور اعمال صالحہ بجالانا ترک کردیں گے۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے وقت وفات یہ حدیث پاک بیان کی گنہگار ہونے سے ڈرتے ہوئے۔ انہیں معلوم تھا کہ علم چھپانا بھی گناہ ہے۔

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۲۸) جلد۱ صفحہ ۶۷

☆

وَاَقَامِ الصَّلٰوۃ:

صلاۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے، یہ ان ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔ عمارت چاہے جس شان وشوکت کی ہو اس کا انحصار اسکی بنیاد پر ہے۔ اگر بنیاد کمزور ہو جائے تو عمارت کا قائم ودائم رہنا مشکل ہوتا ہے۔ اسلام کا قصر رفیع جن ستونوں پر ایستادہ ہے ان میں سے ایک صلاۃ ہے تو جس نے صلاۃ کو ضائع کردیا تو گویا اس نے اپنے اسلام کو ضائع کردیا اور جس نے اس صلاۃ کو قائم رکھا اس نے اپنے دین وایمان کو قائم رکھا۔

قرآن پاک اور احادیث مقدسہ میں صلاۃ کے ساتھ اقامہ کا لفظ آیا ہے تو آیئے اس لفظ پر غور کریں۔

علامہ سمین حلبی لکھتے ہیں:

يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ : اَىْ يُدَاوِمُوْنَ على فِعْلِهَا ، وَيُحَافِظُوْنَ عَلَيْهَا وَقِيْلَ مَعْنَاهُ يُؤَدُّوْنَهَا مُقَوَّمَةَ الْاَرْكَانِ وَالسُّنَنِ غيرَ مُخَلِّيْنَ بِشَىْءٍ مِنْهَا مِنْ اَقَامَ الْاَمْرَ اِذَا اَتٰى بِهٖ عَلٰى اكْمَلِ هَيْئَاتِهٖ[1]

يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ کا معنی ہے وہ صلاۃ کی ادائیگی پر مداومت اور اس پر محافظت کرتے ہیں۔

يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے صلاۃ کے ارکان اور اسکی سنتوں میں کسی قسم کی کوتاہی کیے بغیر انتہائی درست طریقے سے ادا کرتے ہیں اور یہ "اَقَامَ الْاَمْرَ" سے ماخوذ ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کام مکمل ہیئت سے کرے۔

صلاۃ-نماز دین کا ستون ہے اور جو بدنصیب صلاۃ کی فرضیت کا منکر ہو کر اسے ترک کرتا ہے

(۱) [illegible] بیروت ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء

وہ اپنے اسلام کی عمارت کو منہدم کرتا ہے اور بلاشبہ ایسا آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ۔ يَقُوْلُ :

بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ ۔

صحیح مسلم رقم الحدیث (۸۲) جلد ۱ صفحہ ۱۳۳

ترجمة الحديث:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

میں نے سنا حضور سیدنا رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق ترک صلاۃ ہی ہے۔

☆

جس نے جان بوجھ کر صلاۃ کی فرضیت کا انکار کر کے صلاۃ کو ترک کر دیا وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہے اور کافرین و مشرکین کی زمرہ میں شامل ہے۔

اِيْتَاءُ الزَّكَاةِ :

زکاۃ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک ہے اور جو مرد مومن زکاۃ ادا کرتا ہے اسکا بقیہ مال طیب وطاہر ہو جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ قَالَ :

قَالَ رَجُلٌ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَرَأَيْتَ اِنْ اَدّٰى الرَّجُلُ زَكَاةَ مَالِهٖ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ۔:

مَنْ اَدّٰى زَكَاةَ مَالِهٖ ، فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهٗ ۔

ترجمة الحديث:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک آدمی نے بارگاہ خیر الوریٰ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی:

یارسول اللہ! جو آدمی اپنے مال کی زکاۃ ادا کرتا ہے آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضور سیدنا رسول

اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی تو اس سے اس کے مال کا شر چلا گیا۔

☆

جس آدمی کے پاس ایسا مال ہے جو شر میں لپٹا ہے تو بھلا ایسے مال سے خیر کی توقع کہاں؟ یہ مال اس کیلئے وبال جان بن جائے گا۔ شر سے شر پھوٹتا ہے ایسا مال یقیناً انسان کو بے راہ رو کردے گا، اس سے اسکی عبادت و بندگی کا کیف چھین لے گا، اس کے عجز کا مادہ ختم کردے گا۔ اگر اسی مال سے شر کو ختم کردیا جائے تو وہی مال سراپا خیر و برکت ہوگا، اس مال کی برکت سے مال والے پر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہوگا اور اسے بندگی کا کیف ملے گا۔ مال سے شر کس وقت ختم ہوتا ہے؟ حضور سید المرسلین فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے واضح ارشاد فرمادیا:

جس نے زکاۃ ادا کردی تو اس کے مال کا شر چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو خوش دلی سے زکاۃ ادا کرنے کی سعادت بخشے بلکہ جملہ ارکانِ اسلام کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

حَجُّ الْبَيْتِ:

حج ارکانِ اسلام میں سے ہے، یہ اجتماعی عبادت ہے، دنیا بھر کے مسلمین ایک جگہ جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار کرتے ہیں۔ جہاں یہ اللہ عزوجل کی عظمت و بزرگی کا اظہار ہے، اسکی تقدیس و تمجید کا اقرار ہے وہاں یہ مسلمین کی اجتماعیت کا بھی عملی مظاہرہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ قَالَ: الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ، لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۷۷۳) جلد ۱ صفحہ ۵۲۳

ترجمۃ الحدیث:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔

جسے نجات ابدی مل جائے، جو جنت کا سزاوار ٹھہرے اور اللہ کریم اس سے راضی ہو جائے اسے اور کیا چاہیے۔ یہ سب کچھ حج کرنے سے نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کے مقدر میں حج بیت اللہ کرے۔

صَوْمِ رَمَضَانَ :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ـ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ـ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ـ : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً ، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ، وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً ، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

صحیح البخاری رقم الحدیث (۱۹۰۱) جلد ۱ صفحہ ۵۲۶

ترجمة الحديث:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اسکے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کیلئے تو اسکے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

☆

رمضان المبارک میں روزے رکھنا ارکان اسلام سے ہے اور جو خوش نصیب حالت ایمان میں اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے تو اس کی زندگی کی پچھلی ساری تقصیریں معاف کر دی جاتی ہے، زندگی کے تمام گناہ ملیامیٹ کر دیے جاتے ہیں اور ایسے خوش نصیب کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیا جاتا ہے۔

☆

وَكَانَ نَافِعٌ هٰذَا رَفِیْقَهٗ ، فَدَفَعَ لَهٗ فِیْهِ عَشْرَةَ آلَافِ دِیْنَارٍ ، فَقَالَ لَهٗ عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ : یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ ! فَمَا تَنْتَظِرُ اَنْ تَبِیْعَ ؟ فَقَالَ :

فَهَلَّا مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَالِكَ ؟ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۱؎

سنن ابی داود رقم الحدیث (۳۷۶۲) جلد ۱ صفحہ ۳۳۲

(۱) الجواہر اللؤلؤیة فی شرح الاربعین النوویة صفحہ ۱۲۹

المؤرخ ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۱۳/۳۴۸، ۳۴۹

الحلیة الاولیاء لابی نعیم ۱/۲۹۶

یہی امام نافع رحمۃ اللہ علیہ ان کا ایک غلام تھا آپ کو اس کا دس ہزار دینار دیا گیا تو جناب عاصم بن محمد نے ان سے عرض کی:

اے ابوعبدالرحمٰن! بیچنے میں اب کس کا انتظار ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

کیوں نہیں اس کا جو اس سے بہتر ہے؟ یہ غلام اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔

☆

وَجَاءَهُ سَائِلٌ فَقَالَ لِابْنِهِ :

اَعْطِهِ دِيْنَارًا ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ، قَالَ لَهُ ابْنُهُ : تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنْكَ يَا اَبَتَاهُ ، فَقَالَ :

لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَقَبَّلَ مِنِّىْ سَجْدَةً وَاحِدَةً اَوْ صَدَقَةً وَاحِدَةً بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ لَمْ يَكُنْ غَائِبٌ اَحَبَّ اِلَىَّ مِنَ الْمَوْتِ ، اَتَدْرِىْ مِمَّنْ يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ ؟ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ .

ایک سائل آپ کے پاس آیا تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

اسے ایک دینار دے دو پس جب وہ چلا گیا تو آپ سے آپ کے بیٹے نے کہا: اباجان! اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے اس صدقہ کو قبول کرے تو آپ نے فرمایا:

اگر مجھے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک سجدہ، یا ایک درہم کا صدقہ قبول کرلیا ہے تو غائب چیزوں میں سے مجھے موت سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہ ہو کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کن کی نیکی قبول کرتا ہے؟ بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں کی نیکی قبول فرماتا ہے۔

الجواہر اللؤلؤیة فی شرح الاربعین النوویة صفحہ ۱۲۹

المؤرخ ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۳۰/۱۳۶

وَاَقَامَ الصَّلَاةَ اَيْ :

اَلْمَعْهُوْدَةُ شَرْعاً ، وَهِيَ خَمْسٌ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ، وَالْمُرَادُ بِإِقَامَتِهَا : اَلْمُحَافَظَةُ عَلَيْهَا فِيْ أَوْقَاتِهَا مَعَ اسْتِيْفَاءِ شُرُوْطِهَا وَأَرْكَانِهَا ۔ ا

واقام الصلاۃ یعنی:

شرعی طور پر معہود یہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن اور رات میں اور ان کے اوقات سے مراد ان کی محافظت ان کے اوقات میں ان کے شروط ارکان کے پورا کرنے کے ساتھ۔

☆

وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ أَيْ :

دَفْعُهَا لِمُسْتَحِقِّيْهَا ، وَسُمِّيَتْ زَكَاةً ؛ لِأَنَّهَا سَبَبٌ فِيْ زَكَاءِ الْمَالِ وَنَمُوِّهٖ وَحُصُوْلِ الْبَرَكَةِ فِيْهِ ، وَقَدْ وَرَدَ :

حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ ۔ ۲

زکاۃ ادا کرنا یعنی

اسے اس کے مستحق کو دے دینا ہے اور اس کا نام زکاۃ اس لئے رکھا گیا کہ یہ مال کی پاکیزگی، اس میں نشوونما اور اس میں حصول برکت کا سبب ہے اور یوں بھی وارد ہوا ہے کہ:

اپنے اموال کی زکاۃ ادا کر کے حفاظت کرو اور اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو۔

☆

(۱) الجواہر اللؤلؤیۃ فی شرح الاربعین النوویۃ صفحہ ۳۶

(۲) الجواہر اللؤلؤیۃ فی شرح الاربعین النوویۃ صفحہ ۳۶

الحلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۲/۱۰۴

المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۱۵۹

السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۳۸۲

وَحَجُّ الْبَيْتِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى الْمُسْتَطِيْعِ ، وَفِعْلُهٗ يُكَفِّرُ الصَّغَائِرَ وَالْكَبَائِرَ حَتَّى التَّبِعَاتِ ـ وَهِيَ حُقُوْقُ الْآدَمِيِّيْنَ ـ إِنْ مَاتَ فِيْ حَجِّهٖ ، أَوْ بَعْدَهٗ وَقَبْلَ التَّمَكُّنِ مِنْ أَدَائِهَا مَعَ عَزْمِهٖ عَلَيْهِ عِنْدَ الْقُدْرَةِ ۔ ا

اور بیت اللہ کا حج یہ واجب و فرض ہے ہر اس مسلمان پر جسے جائے حج تک پہنچنے کی استطاعت ہو اس کا ادا کرنا صغائر و کبائر کا کفارہ حتی کہ جبعات آدمیوں کے حقوق کا بھی کفارہ ہے اگرچہ وہ حاجی اپنے حج میں انتقال کر جائے یا حج ادا کرنے کے بعد اور اس کی مکمل ادائیگی پر قدرت سے قبل جبکہ قدرت کے بعد اس کے مکمل کرنے کا عزم ہو۔

☆

وَذَكَرَ ابْنُ الْعِمَادِ:

اَنَّ حِكْمَةَ تَرَكُّبِهِ مِنَ الْحَاءِ وَالْجِيْمِ : اَلْاِشَارَةُ اِلٰى اَنَّ الْحَاءَ مِنَ الْحِلْمِ ، وَالْجِيْمَ مِنَ الْجُرْمِ ، فَكَاَنَّ الْعَبْدَ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ ؛ جِئْتُكَ بِجُرْمِيْ - اَیْ ذَنْبِيْ - لِتَغْفِرَهٗ بِحِلْمِكَ .۲

جناب ابن العماد نے فرمایا:

(۱) الجواہر اللؤلؤیۃ فی شرح الاربعین النوویۃ ص۱۳۶

(۲) الجواہر اللؤلؤیۃ فی شرح الاربعین النوویۃ ص۱۳۶

حج کے حاء اور جیم سے مرکب ہونے میں حکمت یہ ہے کہ اشارہ ہے کہ حاء حلم سے ہے اور جیم جرم سے ہے گویا کہ بندہ عرض کرتا ہے:

اے میرے رب! اے میرے پروردگار! میں اپنے جرموں - گناہوں - سمیت تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ تو اپنے حلم سے اس کی مغفرت و بخشش فرما دے۔

وَلَا يَجِبُ الْحَجُّ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً فِي الْعُمْرِ ؛ فَقَدْ وَرَدَ:

مَنْ حَجَّ حَجَّةً ... اَدّٰى فَرْضَهٗ ، وَمَنْ حَجَّ ثَانِيَةً .. دَايَنَ رَبَّهٗ ، وَمَنْ حَجَّ ثَلَاثَ حِجَجٍ .. حَرَّمَ اللّٰهُ شَعْرَهٗ وَبَشَرَهٗ عَلَى النَّارِ .

حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ:

جس نے ایک حج کیا اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جس نے دوسرا حج کیا اس نے اپنے رب تعالیٰ سے سودا کر لیا اور جس نے تین حج کئے اللہ تعالیٰ اس کے بالوں اور اس کے چمڑے کو آگ پر حرام کر دے گا۔

وَوُجُوْبُهٗ عَلَى التَّرَاخِيْ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ ، وَبِهٖ قَالَ مُحَمَّدٌ صَاحِبُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ، وَقَالَ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ : عَلَى الْفَوْرِ ، وَبِهٖ قَالَ اَبُوْيُوْسُفَ صَاحِبُ اَبِيْ

الجواہر اللؤلؤیۃ فی شرح الاربعین النوویۃ صفحہ ۳۳

حَنِیْفَۃَ، وَکَذَالِكَ الْمُزَنِی.

حج علی التراخی واجب ہے سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور یہی قول سیدنا امام محمد صاحب سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور سیدنا امام مالک اور سیدنا امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے فرمایا:

حج فی الفور واجب ہے اور یہی قول ہے سیدنا امام ابو یوسف جو سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور ایسے ہی امام مزنی کا قول ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ -:

مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ کُتِبَ لَهُ اَجْرُ الْحَاجِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ کُتِبَ لَهُ اَجْرُ الْمُعْتَمِرِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ غَازِیًا فَمَاتَ کُتِبَ لَهُ اَجْرُ الْغَازِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

الجواہر اللؤلؤیۃ فی شرح الاربعین النوویۃ صفحہ ۳۳
صحیح الترغیب والترہیب رقم الحدیث (۱۱۱۳) جلد ۲ صفحہ ۱۲

ترجمۃ الحدیث:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو حج کرنے کیلئے نکلا اور مر گیا تو اس کیلئے قیامت تک حج کرنے والے کا اجر لکھا جاتا ہے اور جو عمرہ کرنے والا نکلا تو مر گیا تو اس کیلئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا اجر لکھا جاتا ہے اور جو جہاد کرنے کیلئے نکلا اور مر گیا تو اس کیلئے قیامت تک جہاد کرنے والے کا اجر لکھا جاتا ہے۔

سیرت قبل از ولادت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

محمد عبد اللہ نوری سلطانی

(نوٹ: مضمون ہذا اس سے پہلے ایک دینی مجلے میں آ چکا ہے، مصنف کی اجازت سے دوبارہ شامل کیا جا رہا ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیوضات مبارکہ محیط عالم ہیں۔ کائنات کے ذرہ ذرہ سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نور مبارک چھلکتا نظر آتا ہے اور ہو بھی کیوں نہ کہ کائنات ارضی وسماوی کا وجود ہی آپ کے دم قدم سے ہے۔ اس بات کو علماء نے ہزاروں دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس کو اصل الاصیل گردانا ہے۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے مؤرخین اور سیرت نگاروں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود مسعود کے ان گنت پہلوؤں کا احاطہ کیا، ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق عرق ریزی کرنے میں مصروف ہے۔ کتنی بڑی سعادت ہے، اس مولائے کائنات کی ذات بابرکات کو موضوع سخن بنانا، کیوں کہ بقول صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ما ان مدحت محمدا ﷺ بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد ﷺ

اس سعادت دارین کو سمیٹنے والوں نے بڑے عمائق میں غواصی کر کے کتنے ہی لعل و یاقوت اس دنیا کے سامنے لا رکھے، کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تخلیق واولیت پر گفتگو کرتا ہے تو کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ کو موضوع سخن بناتا ہے، تو کوئی سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چشم عالم سے پردہ فرما جانے کے بعد کی سیرت پر بھی قلم کاری کو سعادت گردانتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارکہ اصل کائنات ہونے کے لحاظ سے بعد از وصال بھی تا قیامت بلکہ بعد از قیامت بھی مرجع خلائق ہے اور رہے گی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیوضات ہمیشہ جاری وساری رہیں گے اور ہر آنے والا دن گزشتہ دن سے بہتری کا اعلان کرتے ہوئے وللاخرۃ خیر لک من الاولی کا مژدۂ جاں فزا سناتا ہوا طلوع ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چونکہ اصل کائنات ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ صرف حیات ظاہری و بعد از وصال کے کمالات کی مرقع ہی نہیں، بلکہ قبل از ولادت کے کمالات تو اس سے بھی زیادہ ظاہر و باہر ہیں اور

کیوں نہ ہوں کہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا بھی یہی تقاضا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مبارکہ:

ارسلت الی الخلق کافۃ کے تحت تحریر فرمایا کہ:

یہ ارشاد آپ کے عہدِ رسالت سے زمانہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے خاص نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قبل کے لوگوں کے لیے بھی محیط ہے۔

(خصائص الکبریٰ، ترجمہ از مفتی غلام معین الدین نعیمی، ج ۱، ص ۱۳)

یہی وجہ ہے کہ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحالتِ نور اور بھی زیادہ نور علیٰ نور ہے۔ چند ایک جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے:

تخلیق کائنات سے پہلے کی سیرت:

کائنات سے پہلے کیا تھا! اس پر غور فرمائیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہی باعث تخلیق موجودات گردانا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تخلیق کائنات کے عینی شاہد ہیں۔ چناں چہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ......﴾ (ابراھیم: ۱۹)

(کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔۔۔)

اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تخلیق کائنات کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں۔ اَلَمْ تَرَ کے الفاظ اس موقف کو خوب واضح کرتے ہیں۔ قارئین اس سے پہلے حدیث نور کی بازیابی کے عنوان سے مصنف امام عبد الرزاق، جزء مفقود کی اشاعت کی تفصیلات ماہ نامہ نور الحبیب کے جنوری ۲۰۰۶ء کے شمارہ میں پڑھ چلے ہیں۔ اسی جزء مفقود کی پہلی اور اٹھارویں حدیث مبارکہ پیش کی جاتی ہے، جس سے آپ کی نوانیت و اولیت اور بحالت نور سیرت مبارکہ خوب واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں، حدیث نمبر ۱ کا ترجمہ:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک درخت تخلیق فرمایا اور اس کی چار ٹہنیاں تھیں، اس کا نام شجرۃ الیقین (یقین کا درخت) رکھا پھر نورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سفید موتی کے پردہ میں پیدا فرمایا جیسا کہ طاؤس ہوتا ہے اور اس (قندیل) کو اس درخت پر رکھا تو اس نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ستر ہزار سال کی مقدار اس درخت پر اللہ کی تسبیح کی، پھر حیا کا آئینہ پیدا فرمایا اور اس کے سامنے رکھ دیا، جب طاؤس نے اس میں دیکھا تو اسے اپنی شکل بڑی حسین وجمیل دکھائی دی، اس نے شرما کر اللہ تعالیٰ کو پانچ بار سجدہ کیا، یہ پانچ سجدے ہم پر مقررہ اوقات میں فرض ہو

گئے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اوران کی امت پر پانچ نمازیں فرض فرمادیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور مبارک کی طرف دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے اس نور کو پسینہ آ گیا، چنانچہ آپ کے سر اقدس کے پسینہ سے فرشتے، چہرۂ انور کے پسینہ سے عرش، کرسی، لوح وقلم، سورج، چاند، حجاب، تارے اور جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے، پیدا کیا گیا۔ آپ کے سینہ کے پسینہ سے انبیاء ورسل، علماء وشہداء اور صالحین کو پیدا کیا گیا اور آپ کے ابروؤں کے پسینہ سے مؤمنین، مؤمنات، مسلمین، مسلمات کے گروہ پیدا کیے گئے، آپ کے کانوں کے پسینہ سے یہود ونصاریٰ، مجوسیوں اوران جیسوں کی روحیں پیدا کی گئیں اور آپ کے دونوں پاؤں کے پسینہ سے مشرق سے لے کر ساری زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے، اسے پیدا کیا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا کہ آگے کی جانب دیکھیے، نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آگے کی طرف دیکھا تو آگے نور دکھائی دیا، یہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔ پھر اس نور نے ستر ہزار سال تسبیح پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے انبیاء کرام علیہم السلام کا نور پیدا فرمایا، پھر اس نور کی طرف نظر کی تو ان کی روحوں کو پیدا کیا تو انہوں نے پڑھا:

لا إله الا الله محمد رسول الله

پھر اللہ تعالیٰ نے سرخ عقیق کی قندیل پیدا کی، جس کے باطن سے اس کا ظاہر دکھائی دیتا تھا، پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دنیا کی صورت جیسی صورت پیدا کی اور اسے قیام کی حالت میں اس قندیل میں رکھا، اس کے بعد روحوں نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گرد تسبیح اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے ایک لاکھ سال طواف کیا، پھر ان سب کو اس نور مبارک کی زیارت کرنے کا حکم دیا گیا تو جن روحوں نے آپ کے سر اقدس کی زیارت کی تو وہ لوگوں میں خلیفہ یا بادشاہ بن گئے، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت کی، وہ منصف امیر بن گئے۔

جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چشمان مبارکہ کو دیکھا، وہ کلام اللہ کے حافظ بن گیا، جنہوں نے آپ کے ابرو دیکھے وہ خوش بخت ہو گئے، جنہوں نے آپ کے رخسار مبارک دیکھے تو وہ نیک اور عقل مند بن گئے، جنہوں نے آپ کی ناک مبارک کو دیکھا تو وہ حکیم وطبیب اور عطار بن گئے، جنہوں نے آپ کے قدسی ہونٹ مبارک دیکھے تو وہ خوب صورت اور وزیر بن گئے، جنہوں نے آپ کے دہن اقدس کو دیکھا تو وہ روزہ دار بن گئے، جنہوں نے آپ کے دندان مبارکہ دیکھے تو وہ مردوں اور عورتوں میں خوب صورت ترین بن گئے، جنہوں نے آپ کے مقدس زبان کو دیکھا تو وہ

بادشاہوں کے سفیر بن گئے، جنہوں نے آپ کے حلق مبارک کو دیکھا وہ واعظ، مؤذن اور ناصح بن گئے، جنہوں نے آپ کی داڑھی شریف کو دیکھا، وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے بن گئے،، جنہوں نے آپ کی گردن مبارک کو دیکھا وہ تاجر بن گئے، جنہوں نے آپ کے بازو مبارک دیکھے وہ نیزے باز اور تلوار چلانے والے بن گئے، جنہوں نے آپ کے دائیں بازو کو دیکھا وہ حجام (پچھنے لگانے والے) بن گئے،۔

جنہوں نے آپ کے بائیں بازو کو دیکھا وہ جلاد اور مجاہد بن گئے، جنہوں نے آپ کی دائیں ہتھیلی کو دیکھا وہ ستار اور نقاش بن گئے، جنہوں نے آپ کی بائیں ہتھیلی کو دیکھا وہ غلے کو ناپ تول کرنے والے بن گئے، جنہوں نے آپ کے دونوں ہاتھوں کو دیکھا وہ سخی بن گئے، بعض نے آپ کے دائیں ہاتھ کی پشت دیکھی وہ رنگریز بن گئے، بعض نے آپ کے بائیں ہاتھ کی پشت دیکھی وہ لکڑ ہارے بن گئے، بعض نے آپ کی انگلیوں کے پورے دیکھے وہ خوش نویس بن گئے، بعض نے آپ کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت دیکھی وہ درزی بن گئے، بعض نے آپ کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت دیکھی وہ لوہار بن گئے، بعض نے آپ کی پیٹھ کو دیکھا وہ منکسر المزاج اور امر شریعت کو روشن کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کی روشن پیشانی دیکھی وہ غازی بن گئے، بعض نے آپ کا شکم اطہر دیکھا وہ قناعت پیشہ اور زاہد بن گئے، بعض نے آپ کے دونوں گھٹنوں کو دیکھا وہ رکوع وسجود کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کے پائے اقدس دیکھے وہ شکاری بن گئے، بعض نے آپ کے مقدس تلوے دیکھے پیدل چلنے کے عادی ہو گئے، بعض نے آپ کا سایہ دیکھا تو وہ گویے اور طنبورے والے بن گئے۔

اور بعض بدقسمت وہ تھے جنہوں نے آپ کی طرف دیکھا ہی نہیں وہ ربوبیت کے دعوے دار بن گئے، جیسا کہ فرعون اور دیگر کفار اور ان میں سے بعض نے آپ کی طرف دیکھنے کی کوشش تو کی مگر دیکھنے میں کامیاب نہ ہو سکے، وہ یہودی نصرانی وغیرہ کفار بن گئے"۔۔۔۔۔

(الجزء المفقود من المصنف الحافظ الكبير ابو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني، ص ۵۲ تا ۵۵)

اس حدیث پاک سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تخلیق کائنات کے عینی شاہد ہی نہیں بلکہ عالم ارواح میں اللہ کے خزانوں کے قاسم بھی ہیں اور یہ تقسیم خزائن ابتدائے آفرینش سے پہلے کی ہے جو کہ اسی وقت کی سیرت طیبہ کی واضح گواہی ہے۔اسی طرح اسی کتاب کی حدیث نمبر ۱۸ کو دیکھیے جو کہ حدیث جابر کے نام مشہور ہے، چنانچہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر قال: سالت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن اول شيء خلقه الله تعالى؟ فقال: هو نور نبيك يا جابر خلقه الله، ثم خلق فيه كل خير، وخلق بعده كل شيء، وحين خلقه اقامه قدامه من مقام القرب اثنى عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اقسام فخلق العرش والكرسي من قسم، وحملة العرش وخزنة الكرسي من قسم، واقام القسم الرابع فى مقام الحب اثنى عشر الف، ثم جعله اربعة اقسام فخلق القلم من قسم، واللوح من قسم، والجنة من قسم، ثم اقام القسم الرابع فى مقام الخوف اثنى عشر الف سنة جعله اربعة اجزاء فخلق الملئكة من جزء، الشمس من جزء والقمر والكواكب من جزء، واقام الجزء الرابع فى مقام الرجاء اثنى عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء والعلم والحكمة (من جزء) والعصمة والتوفيق من جزء واقام الجزء الرابع في مقام الحياء اثنى عشر الف سنة ثم نظر الله عزوجل اليه فترشح النور عرقا فقطر منه مائة الف واربعة (وعشرون الف واربعة الاف) قطرة من نور، فخلق الله من كل قطرة روح نبي، او روح رسول ثم تنفست ارواح الانبياء فخلق الله من انفاسهم الاولياء و الشهداء والسعداء والمطيعين إلى يوم القيامة، فالعرش والكرسي من نوري والكروبيون من نوري والروحانيون والملائكة من نوري و الجنة وما فيها من النعيم من نوري، وملائكة السموات السبع من نوري، والشمس والقمر والكواكب من نوري، والعقل والتوفيق من نوري وارواح الرسل والانبياء من نوري، والشهداء والسعداء والصالحون من نتاج نوري، ثم خلق الله اثنى عشر الف حجاب فاقام الله نوري وهو الجزء الرابع فى كل حجاب الف سنة، وهي مقامات العبودية والسكينة والصبر والصدق واليقين فغمس الله ذلك النور فى كل حجاب الف سنة فلما اخرج الله النور من الحجب ركبه الله فى الارض فكان يضيء منها مابين المشرق والمغرب كالسراج فى الليل المظلم، ثم خلق الله آدم من الارض فركب فيه النور فى جبينه، ثم انتقل منه الى شيث وكان ينتقل من طاهر الى طيب، ومن طيب الى طاهر، الى ان اوصله الله صلب عبد الله بن عبد المطلب، ومنه الى رحم امي امنة بنت وهب، ثم اخرجني الى الدنيا فجعلني سيد المرسلين وخاتم النبيين ورحمة اللعالمين وقائد الغر

المحجلين وهكذا كان بدء خلق نبيك يا جابر۔۔۔

(مصنف عبد الرزاق، الجزء المفقود من المصنف، ص ٦٣ تا ٦٦)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اللہ کی پیدا کردہ سب سے پہلی چیز کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

اے جابر! وہ تو تیرے نبی کا نور ہے، جسے اللہ نے پیدا فرما کر ہر بھلائی اس میں رکھی اور پھر اس کے بعد ہر چیز کو پیدا کیا، جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے اپنے سامنے مقام قرب میں دو ہزار سال تک رکھا، پھر اس کے چار حصے کیے، ایک حصہ سے عرش اور کرسی کو بنایا اور ایک حصہ سے حملۃ العرش اور خزنۃ الکرسی کو بنایا، پھر چوتھی قسم کو بارہ ہزار سال تک مقام محبت میں رکھا، پھر اس کے چار حصے کیے، ایک سے قلم، دوسرے سے لوح اور تیرے سے جنت کو بنایا، پھر چوتھے کو بارہ ہزار سال تک مقام خوف میں رکھا، پھر اس کے چار حصے کیے، ایک حصے سے سورج، دوسرے سے چاند اور تیسرے سے ستارے تخلیق فرمائے، پھر چوتھے حصے کو مقام رجاء میں بارہ ہزار سال تک رکھا، اس کے چار حصے کیے، ایک حصہ سے عقل، دوسرے سے علم وحکمت، تیرے سے عصمت وتوفیق کو بنایا،

پھر چوتھے حصہ کو بارہ ہزار سال تک مقام حیاء میں رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا، تو اس کے ایک لاکھ چار یا چوبیس ہزار قطرے نور کے جھڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرہ سے کسی نبی یا رسول کی روح کو تخلیق فرمایا، ان ارواح انبیاء نے سانس لیے تو ان سانسوں سے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے آنے والے شہداء، صلحاء، فرماں بردار پیدا فرمائے، پس عرش وکرسی میرے نور سے ہیں، کروبیین میرے نور سے ہیں، روحانیین اور ملائکہ میرے نور سے ہیں، جنت اور جو کچھ بھی اس میں ہے، سب میرے نور سے ہیں، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے ہیں، شمس وقمر اور ستارے میرے نور سے، عقل وتوفیق میرے نور سے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے جز رابع کو ہر پردہ میں ہزار سال رکھا اور یہ مقامات عبودیت، سکینہ، صبر اور صدق ویقین تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہزار سال تک ہر پردہ میں غوطہ زن رکھا، جب اسے ان پردوں سے نکالا اور اسے زمین پر متمکن کیا تو اس سے مشرق ومغرب یوں روشن ہوئے جیسے تاریک رات میں چراغ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور یہ نور ان کی پیشانی میں رکھ دیا، پھر یہ نور حضرت شیث علیہ

السلام کی طرف منتقل ہوا، پھر یہ نور طیب سے طاہر کی طرف اور طاہر سے طیب کی طرف منتقل ہوتا رہا (انہیں الفاظ سے سیوطی و دیگر علماء نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر ولادت نبوی تک ہر دور میں کوئی نہ کوئی ایسا اللہ والا رہا ہے جس کے دم قدم سے زمین قائم رہی ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسی اللہ والے کی پشت سے منتقل ہوتے چلے آئے۔ (اسی مفہوم کی حدیث بخاری سے سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے بھی یہی استدلال فرمایا، تفصیل کے لیے دیکھیے فتاوی نوریہ، ج ۵، ص ۹۰) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت تک پہنچایا اور وہاں سے میری ماں آمنہ بنت وہب کے شکم میں آیا، پھر مجھے دنیا میں لایا اور مجھے سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور قائد الغر المحجلین بنایا۔

اے جابر! ایسے تھی تیرے نبی کی تخلیق کی ابتداء۔۔۔۔

اس حدیث پاک سے واضح معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات کا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ صرف مشاہدہ فرما رہے تھے بلکہ انما قاسم واللہ یعطی کے مصداق اللہ کے خزانوں کی تقسیم بھی فرما رہے تھے۔ سیرت یہ حصہ تو تخلیق کائنات کے مشاہدہ کے متعلق ہے، چوں کہ انسانیت کی ابتدا تو ہوگئی، اگرچہ عالم ارواح میں ہی سہی، اس لیے سیرت کا اگلا حصہ عالم ارواح پر محیط ہے اور کمال سیرت ہے کہ اس کے سوا کسی کی زندگی کا حصہ واضح نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اس دور میں مرکزی کردار عطا فرمایا، چنانچہ پہلے جلسہ کا تذکرہ آیات قرآنیہ پر اس طرح سے ہے، اللہ تعالیٰ نے استفسار فرمایا:

الست بربکم۔۔۔۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟۔۔۔۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے مخاطب صرف مسلم ہی نہ تھے بلکہ قیامت تک آنے والے سارے انسان بشمول مسلم، یہودی، ہندو، پارسی، بدھ، عیسائی و دیگر مذاہب عالم کے پیروکار بھی تھے۔ سیرت کے اس پہلو کو امام زرقانی اور شیخ المحققین سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اس طرح بیان فرمایا کہ: آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ہی وہ اوّل ہیں جس نے روز الست میثاق لیا اور آپ ہی وہ اول ہیں جس نے اس روز سب سے پہلے بلی (کیوں نہیں، تو ہمارا رب ہے) کہا، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

(مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۱۷۰ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی، یہی بات امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبری، ج ۱، ص ۱۱ میں تحریر فرمائی)

اس حصہ میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ارواح میں سب سے پہلے بلی کہہ کر انسانیت کی رہنمائی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے پہلے رہنما ہوئے۔

روح جسم لطیف ہے، جسم لطیف اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے، اس وقت عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ کا خطاب بالا رواح بغیر کسی واسطہ کے تھا، تو اللہ تعالیٰ کے سوال پر کسی کو نہ بن پڑی اس وقت بھی کسی نے بنائی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی ذات مقدسہ تھی، تو جب اس وقت وسیلہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوئی پہچان نہ سکا تو آج جسم کثیف میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ کے بغیر پہچاننے کا دعویٰ محض شیطانی توحید ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تخلیق آدم کے وقت:

اس کے بعد جناب سیدنا آدم علیہ السلام سے کائنات کی ابتدا ہوئی تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایک نئے پہلو کا آغاز ہوتا ہے، چنانچہ تخلیق آدم کے واقعہ کو قرآن نے ان الفاظ سے شروع فرمایا:

﴿و اذ قال رب للملئکۃ ــــ﴾

اور اصول تفسیر ہے کہ جب ابتدا "اذ" سے ہو اور اس کے بعد فعل ماضی آجائے تو اس کے بعد "اذکر" فعل محذوف ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے، یاد کیجیے اور یا اس کو کروایا جاتا ہے جو واقعہ کا عینی شاہد ہو، معلوم ہوا تخلیق آدم کے وقت یہ سارا منظر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے، اسی لیے تو آپ کو مخاطب کر کے یہ واقعہ یاد کروایا جا رہا ہے۔ حدیث مذکور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نور مبارک نسل در نسل منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ یہ نور مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں منتقل ہوتا ہے تو آپ کی ساری زندگی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اسی زندگی کی ایک جھلک قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

﴿الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ــــ﴾ (البقرۃ: ۲۵۸)

(کیا آپ نے دیکھا نہیں اس شخص کو جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے معاملہ میں جھگڑا کیا)

اس سے بھی واضح ہوا کہ اس وقت ابراہیم علیہ السلام پشت میں نوری مصطفوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سارے منظر کو دیکھ رہا تھا، اسی لیے تو کہا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا، تو وہ بھی انہیں الفاظ میں اور اسی سورہ میں ان دونوں واقعات کے درمیان حضرت یوشع علیہ السلام کے واقعہ کو ذکر فرمایا، تو وہ بھی انہیں الفاظ سے، جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مشاہدہ کے واضح دلائل ہیں اور یہ مشاہدہ آپ کی ولادت سے قبل بحالت نور کی سیرت کا ہی ایک حصہ ہے، جو ہمارے موقف کو بھی کھول کر بیان کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کے اول کائنات ہونے کا بھی واضح بیان ہے۔

اس کے بعد سورۃ الفجر کی آیت نمبر ۶ کو پڑھیے!

﴿الم تر کیف فعل ربک بعاد۔۔۔﴾

(کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا۔۔۔)

نیز سورۃ الفیل آیت نمبر ۱ کا آغاز بھی انہیں الفاظ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل﴾ (الفیل: ۱)

(کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا)

ان دلائل کے ساتھ ساتھ ذرا قرآن کے احسن القصص پر بھی نظر دوڑاتے جایئے چنانچہ واقعہ حسن وعشق کو بانداز بصیرت وعبرت بیان کرتے ہوئے قرآن گویا ہے:

﴿ولقد همت به وهم بها لولا أن رأى برهان ربه۔۔۔﴾ (یوسف: ۲۴)

یہ برھان جس کی شان کے بیان میں قرآن رب اللسان ہے، آخر ہے کیا، چنانچہ یہی بات ہم بیان کرنے والی اسی کتاب سے پوچھتے ہیں، تاکہ تفسیر القرآن بالقرآن کا انداز بھی ہو جائے اور ہمارے موقف کا اثبات بھی، اللہ تعالیٰ اپنی لاریب کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿قد جاء کم برهان من ربکم۔۔۔﴾ (النساء: ۱۷۴)

تو یہاں برہان سے مراد میرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے، تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو محفوظ ومصئون رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آمنہ کے لعل کو بھیجا اور جہاں یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت سے قبل کی حیات طیبہ کا ایک جزو ہے، وہاں اس بات کا اثبات بھی کہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی وہ ذات مقدسہ ہیں، جن کے رخ انور کی کرنیں قلوب کو منور ومطہر فرماتی ہیں۔

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

تکبر

محمد فیض رسول سلطانی

اس جہاں میں رب کائنات کی سب سے پہلے جس نے نافرمانی کی اس کو شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے اس نے سب سے پہلے اپنے رب کی حکم عدولی کی اور گناہ کا ارتکاب کیا راہ ہدایت کو چھوڑ کر راہ باطل پر چل پڑا اور گمراہ ہو گیا اور لوگوں کی گمراہی کا سبب بنا اور جب ہم قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر ایک بات عیاں ہو جاتی ہے کہ شیطان نے اپنے رب کی نافرمانی کیوں کی کونسی ایسی چیز ہے جس نے اس کو نافرمانی پر اکسایا راہ راست سے کوسوں دور کر دیا تو قرآن مجید میں اس نافرمانی کی پیچھے (استکبر) کا ذکر آتا ہے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ کی پیدا کردہ مخلوق کو حقیر جانا اور اپنے آپ کو بڑا مانا تو اس رب کائنات کی بارگاہ دھتکار دیا گیا۔ اور اللہ رب العزت نے اپنی بارگاہ سے نکال دیا اور قیامت تک لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا یہ سارا کا سارا اس کے تکبر کی وجہ سے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ کے نزدیک اپنے آپ کو بڑا جانا اور اس کے بندہ کو حقیر جانا یعنی اپنے آپ کو بڑا مانا اور نافرمانوں میں ہو گیا۔ اس مختصر سے مضمون میں تکبر کے بارے میں چند الفاظ ضبط تحریر لائے جاتے ہیں جن کا مقصد اس بیماری سے بچنا جو انسان کو اپنے رب کے نافرمان بندوں میں بنا دیتی ہے۔

تکبر کا مفہوم :

تکبر جس کا مادہ ک ب ر ہے اور یہ باب تفعل سے ہے جس کا معانی غرور کرنا تکبر کرنا۔

تکبر کا معانی بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: دل میں اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا اور بڑا سمجھنے کی وجہ سے انسان کو جو حالت حاصل ہوتی ہے اسکو تکبر کہتے ہیں اور سب سے بڑا تکبر یہ ہے کہ انسان اللہ کے سامنے تکبر کرے اور حق کو ماننے اور قبول کرنے سے انکار کرے اور عبادت کرنے سے عار محسوس کرے اگر انسان بڑائی کو حاصل کرنے کے لئے تگ ودو کرے تو یہ محمود ہے اور اگر انسان اپنی بڑائی ظاہر کرے اور اس میں وہ بڑے اوصاف نہ ہوں تو یہ مذموم ہے۔(۱)

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو افضل الخلق سمجھتے ہیں اور ان کو وہ اختیار حاصل ہے جو ان کے غیر کو حاصل نہیں ہے اور یہ تکبر صرف اللہ کو زیبا ہے کیونکہ وہی ایسی قدرت اور ایسی فضیلت کا مالک ہے جو کسی اور کے لیے ممکن نہیں ہے اس لیے وہی متکبر کی صفت کا مستحق ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا کہ تکبر کی تعریف یہ ہے کہ انسان دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر کرے اور تمام بندوں کے حق میں تکبر کی صفت مذموم ہے اور اللہ تعالی کے حق میں تکبر کی صفت محمود ہے کیونکہ اللہ تعالی اس بات کا مستحق ہے کہ وہ دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر فرمائے اور اس کے لیے یہ حق ہے اور دوسروں کے لیے باطل ہے۔(۲)

حضور مفکر اسلام محمد کریم سلطانی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

تکبر حق بات کو ہٹ دھرمی سے نہ ماننا اور لوگوں کو اپنے سے حقیر سمجھنا ہے۔(۳)

قرآن مجید کی روشنی میں :

﴿انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون﴾ (۴)

(یہ لوگ ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ماسوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے ہیں)

﴿كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار﴾ (۵)

(اسی طرح اللہ ہر مغرور متکبر کے دل پر لگا دیتا ہے)

﴿انه لا يحب المستكبرين﴾ (۶)

(بے شک وہ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)

﴿ان الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين﴾ (۷)

(بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے)

﴿ادخلوا ابواب جهنم خلدين فيها فبئس مثوى المتكبرين﴾ (۸)

(تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لئے اس میں رہو متکبرین کا ٹھکانہ برا ہے)

احادیث مبارکہ :

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہمیشہ آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے حتی کہ اس کو متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو متکبرین کا عذاب پہنچتا ہے۔(۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا جو اس حال میں مرا کہ وہ ان تین چیزوں سے بری تھا: تکبر، خیانت، اور قرض۔(۱۰)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کیا میں تم کو اہل جنت کی خبر نہ دوں ہر کمزور شخص جس کو بے حد کمزور سمجھا جاتا ہو اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم ضرور پورا کرے گا اور کیا میں تم کو اہل دوزخ کی خبر نہ دوں ہر سرکش اکڑ چلنے والا متکبر۔(۱۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ایک شخص نے کہا آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تکبر حق بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔(۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
دوزخ اور جنت نے مباحثہ کیا دوزخ نے کہا مجھ میں متکبرین اور متجبرین داخل کیے گیے ہیں اور جنت نے کہا مجھے کیا پرواہ ہے جب کہ مجھ میں صرف کمزور عاجز اور متواضع لوگ داخل کیے گیے ہیں۔(۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مسکین متکبر بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے اللہ تعالی پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(۱۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اللہ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جس نے اپنا کپڑا تکبر کی وجہ لٹکایا۔(۱۵)

حضرت امام علی مقام امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
جو اپنے جوتے کو گانٹھتا ہے اور کپڑے کو پیوند لگاتا ہے اور اپنے چہرے کو اللہ عزوجل کے لئے سجدے کر کے غبار آلود کرتا ہے وہ تکبر سے نجات یافتہ ہے۔(۱۶)

اقوال سلف صالحین :

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ غضب تیرا کس پر ہوتا ہے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام جو دل میں تکبر رکھتا ہو جس کی زبان گندی ہو جس کا یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔(۱۷)

ایک دانشور کا قول ہے:

کہ بندہ مومن کا فخر اپنے پروردگار اور اس کی عزت و جلال اور اس کے دین پر ہوتا ہے جب کے منافق کا فخر اس کے نسب اس کی عزت اور اس کے مال سے وابستہ ہوتا ہے۔(۱۸)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

تواضع کا بلند ترین مرتبہ یہ ہے کہ جو مسلمان ملے اسے سلام کرے اور مجلس میں کم مقام پر راضی رہے اور اپنی نیکی اور پرہیزگاری کے تذکرے کو ناپسند کرے۔(۱۹)

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ تکبر کفار اور فرعونیت کا طریقہ ہے جب کہ تواضع انبیائے کرام اور صوفیائے عظام کا طریقہ ہے۔(۲۰)

محمد بن حسین بن علی کا قول ہے:

جس قدر انسان کے دل میں تکبر ہوتا ہے اسی قدر عقل اس کے دماغ سے نکل جاتی ہے۔(۲۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا گیا:

کہ وہ کونسی برائی ہے کہ جس کے ساتھ کوئی خوبی خوبی نہیں رہتی جواب دیا کہ تکبر۔(۲۲)

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اس کو دیکھ کر کہا کہ تو ہر ایک متکبر پر حرام ہے۔(۲۳)

حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا ہے:

خوش قسمت ہے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سکھائی اور وہ متکبر ہو کر نہ مرا۔(۲۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے :

کہ جو شخص دوزخی کو دیکھنا چاہے تو اس شخص کو دیکھ لے جو تکبر سے بیٹھا ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے

ہوں۔(۲۵)

بعض حکماء کا قول ہے:

متکبر کی بادشاہی ہمیشہ نہیں رہ سکتی اس کے ملک میں فساد اور بغاوت پھیل جاتی ہے۔(۲۶)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے بازار سے گزرے کسی نے کہا آپ کو اللہ نے غنی کیا ہے یہ کام کیوں کیا جواب دیا کے میں اپنے نفس سے تکبر اور غرور کو دور کرنا چاہتا ہوں۔(۲۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تیز تیز چلتے تھے اور فرماتے: اس طرح کام جلد سرانجام پاتے ہیں اور یہ بات تکبر سے بھی دور رکھتی ہے۔(۲۸)

اللہ رب العزت نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور مٹی کا کام نیچے رہنا ہوتا اور مٹی کے اندر عاجزی پائی جاتی ہے اور جب انسان مٹی سے ہی پیدا ہوا ہے تو پھر تکبر کیوں ہے اپنے سے دوسروں کو حقیر کیوں جانا جائے کہ اپنی آخرت بھی ختم ہو جاتی ہے اور دنیا میں بھی عزت باقی نہیں رہتی بلکہ عزت تو تواضع وانکساری میں ہے اگر سوچا جائے تو انسان کی حقیقت کیا ہے تو انسان کبھی بھی غرور و تکبر نہیں کریگا بڑے بڑے بادشاہ جو غرور و تکبر کیا کرتے تھے اب دنیا میں کوئی بھی ان کا نام لینے والا نہیں ہے بلکہ دنیا میں آج تک لوگ ان کو یاد کرتی ہیں جنہوں نے عجز وانکساری سے زندگی گزاری اور دوسروں کے لئے ایک سبق چھوڑ گئے کہ سب سے بڑا اللہ ہے اور کبریائی بھی اس کو ہی زیبا دیتی ہے۔ ہمیں چاہئے ہر ایک کے ساتھ عاجزی وانکساری سے پیش آئیں کسی کو اپنے سے حقیر نہ جانیں بلکہ اللہ کی مخلوق کو عزت دیں اللہ تعالیٰ ہمیں عزتیں عطا فرمائے گا کسی کو حقیر جاننے سے حاصل تو کچھ نہیں ہوتا ہاں بندہ بلکہ اللہ کے نافرمانوں میں ہو جاتا ہے جو ہمارے لئے باعث زحمت ہے اور ہماری دنیاوی اور اخروی زندگی کی بربادی کا باعث ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا منع فرمایا کہ تکبر سے بچو۔

بلکہ ان کاموں کی نشاندہی فرمائی جس سے تکبر پیدا ہوتا ہے انسان جتنا کام خود کرے گا اس کے اندر تکبر کم ہو جاتا ہے تکبر ایک ایسی بیماری جو دماغ کو بھی خالی کر دیتی ہے اور عقل بھی جاتی رہتی ہے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی سلب ہو جاتی ہے۔ تکبر جو جہنم میں جانے کا سبب ہے اس سے بزرگان دین بچنے کے لئے چھوٹے سے چھوٹا کام بھی خود انجام دے لیتے کہ کہیں انہیں تکبر نہ آجائے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنا چراغ خود کر لیتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے کام جلدی جلدی کر لیتے تاکہ تکبر نہ پیدا ہو بلکہ بعض دفعہ تو مزدوروں کی طرح کام کرتے خلیفہ وقت ہونے کے باوجود

کوئی پروٹوکول نہیں بلکہ اپنی آمد پر کسی کو کھڑے بھی نہ ہونے دیتے کہ اس سے بھی تکبر پیدا ہوتا ہے بزرگان دین اس بیماری سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اس بیماری سے بچیں اپنے زیر تحت کے ساتھ عاجزی سے پیش آئیں اگر کبھی کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان کو معاف کر دے اور کوشش کریں اپنے کام خود ہی کر لے جو انسان کے تکبر کو ختم کر دیتا ہے اور اللہ کی پیدا کردہ مخلوق خدمت کرے ان کے دکھوں میں شریک ہوں، یہ بھی تکبر کو ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے پیاروں کے صدقہ اس تکبر جیسی بیماری سے بچائے اور ہمیں صالحین کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حوالہ جات :

۱ (المفردات ج ۲ ص ٥٤٥)

۲ تفسیر کبیر ج ٥ ص ۳٦٦

۳ جوامع الحدیث ج ٦ ص ۳۲٦

٤ الصافات ۳٥

٥ المومن ۳٥

٦ النحل ۲۳

۷ المومن ٦٠

۸ الزمر ۷۲

۹ ترمذی رقم الحدیث ۲۰۰۷

۱۰ مسند احمد رقم الحدیث ۲۲٤۳۹

۱۱ بخاری رقم الحدیث ٦٦٥۷

۱۲ ابن ماجہ ٥۹

۱٤۔ مجمع الزوائد

۱٥ امام مالک ٥۷۰

۱٦ تنبیہ الغافلین ص ۲٤۳۔

۱۷ تنبیہ الغافلین

۱۸ تنبیہ الغافلین

۱۹ تنبیہ الغافلین

۲۰ تنبیہ الغافلین

۲۱ مکاشفۃ القلوب۔

۲۲ مکاشفۃ القلوب۔

۲۳ مکاشفۃ القلوب۔

۲٤ مکاشفۃ القلوب۔

۲٥ مکاشفۃ القلوب۔

۲۷ مکاشفۃ القلوب۔

۲۸۔ رسالہ قشیریہ

سلسلہ مسنون دعائیں:

صبح و شام کی مسنون دعائیں

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

(ماخوذ از کتاب "ضیاء الحدیث (جلد ۵)" مؤلفہ مفکر اسلام علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ العالی)

ترتیب: محمد صدیق سلطانی

☆ جناب عبید بن عمیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے یوں دعائے قنوت مانگی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّيْ ، وَنَسْجُدُ ، وَإِلَيْكَ نَسْعٰى ، وَنَحْفِدُ ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ ، وَنَخْشٰى عَذَابَكَ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:۷۰۹۵)

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیری بخشش کے سوالی ہیں اور ہم تیری سراپا خیر ثناء بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم تعلقات منقطع کرتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اسے جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور تیرے لئے ہی سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑ کر جاتے ہیں اور تیری فرمانبرداری کرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ یقیناً تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

☆ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے کچھ کلمات تعلیم فرمائے جنہیں میں وتر میں کہا کروں اور وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ ، فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ

مَنْ وَالَيْتَ ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ (المستدرک للحاکم)

اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے۔ اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ عافیت دے۔ اور جن کا تو والی بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی والی بن جا۔ اور جو نعمتیں تو نے مجھے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے۔ اور جو فیصلے تو نے فرمائے ہیں ان میں سے جو خیر سے دور ہیں اس سے محفوظ فرما۔ بے شک فیصلے تو ہی فرماتا ہے تجھ پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور جس کا تو والی و محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اور جس کا تو مخالف ہو وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ اے ہمارے رب! تو بڑی برکتوں (عظمتوں) والا اور بلند و بالا ہے۔

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز وتر میں سلام پھیرتے تو کہتے:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ۔

ہر عیب سے پاک ہے وہ اللہ جو بادشاہ ہے اور ہر کمال سے متصف ہے۔ (السنن الکبریٰ، ۱۰۵۰۰)

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ قرآن میں پڑھا کرتے تھے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ۔

میرا چہرہ، میری ذات نے سجدہ کیا ہے اس ذات کیلئے جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کے کان اور آنکھیں تخلیق فرمائیں اپنی طاقت و قوت سے۔ (المستدرک للحاکم، ۸۰۰)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! رات میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں میں نے سجدہ کیا تو درخت نے بھی میرے سجدہ کے ساتھ سجدہ کیا میں نے سنا وہ درخت کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا ، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا ،

وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔

اے اللہ میرے لئے اس سجدہ کے ذریعے اپنے ہاں اجر وثواب لکھ دے اور اس سجدہ کے ذریعے مجھ سے میرا گناہ دور کر دے اور اسے میرے لئے اپنے ہاں ذخیرہ فرما دے اور اس سجدہ کو میری طرف سے قبول فرما جیسے تو نے سجدہ قبول فرمایا تھا اپنے بندہ خاص حضرت داؤد علیہ السلام سے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت سجدہ تلاوت فرمائی تو پھر آپ نے سجدہ تلاوت فرمایا: میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی الفاظ سے دعا فرما رہے ہیں جو الفاظ اس آدمی نے درخت کے نقل کیے تھے۔ (المستدرک للحاکم، ۷۹۹)

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرماتے تھے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار

ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ

بادشاہت، غلبہ، کبریائی و عظمت والا۔ پھر آپ نے ثناء پڑھی، پھر سورہ بقرہ کی تلاوت کی۔ پھر رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام جتنا تھا۔ آپ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پھر رکوع سے سر اٹھایا۔

آپ کا یہ قیام پہلے قیام جتنا تھا۔ آپ یہاں پڑھتے تھے:

لِرَبِّيَ الْحَمْدُ۔ میرے رب کیلئے تمام تعریفیں ہیں۔

پھر سجدہ کیا تو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام جتنا تھا۔ اور آپ سجدے میں کہتے تھے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔

پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھے اتنی دیر جتنی کہ سجدے میں لگائی اور اس دوران میں آپ فرماتے تھے: رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ چنانچہ آپ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورہ بقرہ، آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام کی تلاوت کی۔ شعبہ کو شک ہوا ہے۔ (سنن ابی داؤد، ۸۷۴)

نوٹ: اذکار میں بعض اذکار و ادعیہ کا تعلق نوافل سے ہے اس لئے پڑھنے سے پہلے کسی عالم دین سے پوچھ لیجئے۔

MONTHLY **AMIN-UL-ISLAM** FAISALABAD
700-G-HC(G) **OCT. 2016**